یکم شوّال المکرّم ۱۴۴۶ھ / 31 مارچ 2025ء

(خطبۂ عید الفطر)

شکرگزاری...

مفہوم، درجات، مقامات، فوائد

اور حصول کا طریقہ

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Join our channel

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Follow our Account

Jamia Nizamia Rizvia Like our Page

Jamia Nizamia Rizvia Like our Page

You Tube Jamia Nizamia Rizvia Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

وَاِذۡ تَاَذَّنَ رَبُّکُمۡ لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ وَلَئِنۡ کَفَرۡتُمۡ اِنَّ عَذَابِیۡ لَشَدِیۡدٌ۔ [ابراھیم 14:7]

خالقِ کائنات جلّ مجدہٗ کے احسانات وانعامات اِس قدر ہیں کہ اُن کا شکر ادا کرنا ہمارے بس میں نہیں، تاہم اپنی بساط وطاقت کے مطابق اپنے ربِّ کریم کا شکر ادا کرتے رہنا بندہ ہونے کا تقاضا بھی ہے اور دونوں جہان کی بے شمار سعادتوں کا ذریعہ بھی۔

شکر کسی ایک وقت کے ساتھ خاص نہیں، اپنے مہربان ربّ کا شکر ہمیشہ ادا کرتے رہنا چاہیے، تاہم عید الفطر کا پُر مَسرّت دن شکر کا خاص موقع ہے، یعنی اِس روز باقی مواقع سے زیادہ شکر ادا کرنا چاہیے۔

خالقِ کائنات نے سورۂ بقرہ میں رمضان المبارک کے روزے فرض فرمائے، پھر کسی عذر کی وجہ سے روزے نہ رکھ پانے کی صورت میں اُن کی قضا کا حکم دیا، اِس کے بعد ارشاد فرمایا: یُرِیۡدُ اللّٰہُ بِکُمُ الۡیُسۡرَ وَلَا یُرِیۡدُ بِکُمُ الۡعُسۡرَ۔ ”اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تمہیں مشکل میں ڈالنے کا ارادہ نہیں فرماتا۔“ مزید فرمایا: وَلِتُکۡمِلُوا الۡعِدَّۃَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ہَدٰىکُمۡ وَلَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ۔ ”اور (یہ آسانیاں اِس لیے ہیں) تاکہ تم (روزوں کی) تعداد پوری کرلو (رمضان کے 29 یا 30 دن پورے کرو) اور تاکہ تم اِس بات پر اللہ کی بڑائی بیان کرو[1] کہ اُس نے تمہیں ہدایت دی اور تاکہ تم شکر ادا کرو۔“ [البقرۃ 2:185]

آیت کے آخر میں شکر کا ذکر فرمانے کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ جب بندہ اِس بات کی طرف توجّہ کرے کہ ربّ العالمین جلّ جلالُہٗ تمام مخلوق سے بے نیاز ہے، اُسے اِس بات کی ہرگز حاجت نہیں کہ میرے جیسا کمزور وناتواں بندہ اُس کی عبادت کرے، اِس کے باوُجود اُس نے مجھ پر احسان فرماتے ہوئے مجھے نوازنے کے لیے روزے رکھنے اور دیگر اُمورِ خیر کا حکم دیا تو اِس تصوّر سے شکر کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔ چنانچہ ربِّ کریم نے آیت کے آخر میں فرمایا: ”اور تاکہ تم (اپنے مہربان ربّ کا) شکر ادا کرو“۔ (تفسیرِ کبیر، ملخصًا)

ہم لوگ شکر کی حقیقت سے ناآشنا ہیں، شاید اِسی وجہ سے ہم شکر کے اِس خاص دن میں کئی طرح سے نافرمانی وگناہ کا ارتکاب کرتے ہیں، یعنی شکر کے روز سخت ناشکری میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ یقیناً یہ شیطان کی کارِستانی ہے، جسے ہم سمجھ نہیں پاتے۔ جب اُسے دھتکار کر جنّت سے نکالا گیا تھا تب اُس نے ربّ تعالیٰ کے حضور جسارت کرتے ہوئے کہا تھا: وَلَا تَجِدُ اَکۡثَرَہُمۡ شٰکِرِیۡنَ۔ ”(مَیں انسانوں کو یوں بہکاؤں گا) تُو اکثر لوگوں کو شکر گزار نہیں پائے گا۔“ [الاعراف 7:17]

چنانچہ آج عید الفطر کے موقع پر، یعنی شکر گزاری کے خاص دن میں شکر کے حوالے سے کچھ باتوں کا تذکرہ ہوگا۔

---

[1] نمازِ عید میں چھ تکبیرات (اَللّٰہُ أَکۡبَر کہنا) واجب ہیں اور اِس کے علاوہ عید الفطر کے روز آہستہ آواز سے تکبیراتِ تشریق پڑھتے رہنا مستحب ہے۔

شکر کا مفہوم اور اُس کے درجات

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ زبان سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ یا حمد وثنا کے دیگر کلمات کہنا شکر ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا باعثِ رحمت وسعادت ہے، مگر شکر فقط زبان سے تعریف کے کلمات ادا کرنے کا نام نہیں، اِس کی تعریف کچھ اور ہے۔

تعریف: شکر کا مفہوم یہ ہے کہ "احسان واِنعام پر احسان کرنے والے ربِّ کریم کی یوں تعظیم کرنا، جو اُس کی نافرمانی وناشکری سے باز رکھے۔"[1]

وضاحت کے لیے اِسے یوں سمجھ لیجیے کہ اگر عام شخص ہمیں کوئی بات کہے تو اُس کی پرواہ نہیں ہوگی، سمجھیں گے کہ مان لی تو بھی ٹھیک ہے اور نہ مانی تو بھی خیر ہے... اِس کے برعکس وہی بات ہمیں ایسا شخص کہے جس کا ہمارے دل میں احترام واِکرام ہے تو اُس میں سُستی نہیں کریں گے؛ کیونکہ دل میں اُس کی تعظیم ہے۔

شکر کے درجات: شکر کا پہلا اور ابتدائی درجہ وہ ہے جس کا تذکرہ ہوا کہ "احسان فرمانے والے ربِّ کریم کی تعظیم جو اُس کی نافرمانی سے روک دے"۔ پھر جس قدر تعظیم بڑھتی جائے گی شکر کے جذبات میں بھی اِضافہ ہوتا جائے گا۔ اگلا درجہ یہ ہے کہ انسان نعمتوں سے نوازنے والے مالکِ کریم کے حکم کو پورا کرنے میں پوری کوشش صَرف کردے اور اِس سے بھی اگلا مرحلہ یہ ہے کہ بندہ بھلائیاں عطا فرمانے والے مہربان خالق کے حقوق کو پورا کرنے کے لیے جان لڑا دے۔

حسین مثال: خالقِ کائنات کی بے مثال تعظیم اور اُس کے شکر کا حسین ترین انداز امام الحامدین وسید الشاکرین ﷺ کی سیرتِ مبارکہ میں نظر آتا ہے۔

اُمّ المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نماز میں اِس قدر قیام فرماتے کہ آپ کے پاؤں مبارک زخمی ہوگئے / سوج گئے۔ مَیں نے عرض کی: یارسول اللہ، صلّی اللہ علیک وسلّم! حضور کے صدقے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے اپنوں کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیے (اِس شانِ قُرب ومحبوبیت کے باوُجود) آپ اس قدر مشقت کیوں اُٹھاتے ہیں؟ فرمایا: يَا عَائِشَةُ! أَفَلَا أَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا؟ "عائشہ! کیا مَیں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟" (صحیح مسلم، حدیث: 2820[2])

رسول اللہ ﷺ کے قلبِ مبارک میں اپنے ربِّ کریم کی اِس قدر تعظیم ہے کہ گناہ کا تو تصوّر بھی نہیں؛ آپ سید المعصومین ہیں، آپ کے شکر واحسان مندی کا یہ حسین ترین انداز ہے کہ ربّ تعالیٰ کے حضور بندگی ونیاز مندی کے لیے اِس قدر مشقّت اُٹھاتے ہیں۔

---

[1] تَعْظِيْمُ الْمُنْعِمِ عَلٰى مُقَابَلَةِ نِعْمَتِهٖ عَلٰى حَدٍّ يَمْنَعُهٗ عَنْ جَفَاءِ الْمُنْعِمِ وَ كُفْرَانِهٖ۔ (منہاج العابدین، العقبۃ السابعۃ، ص: 248)

[2] ورواہ البخاریّ أیضًا فی صحیحہ عن سیدنا المغیرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، برقم: 1130

شکر کے مقامات

شکر کا مفہوم سمجھنے کے بعد یہ بات واضح ہو چکی کہ "شکر" احسان و اِنعام پر ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر ہم ربِّ کریم کے انعامات و احسانات پر غور کریں تو معلوم ہو گا کہ وہ دُنیاوی نعمتیں بھی عطا فرماتا ہے اور دینی بھی:

1) دُنیاوی نعمتوں میں:

i. بے شمار وہ ہیں جن سے ہم فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ جیسے: سلامتی و عافیت کے ساتھ درست پیدائش، پھر کھانے پینے اور لباس و رہائش وغیرہ مختلف ضروریات اور خواہشات سے متعلق احسانات۔

ii. اِن کے ساتھ ساتھ نہ جانے وہ کتنے نقصان دہ اُمور سے ہمیں محفوظ رکھ کر بھی ہمارے اوپر اِنعام فرماتا ہے۔

2) اور دینی انعامات میں سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ اُس نے ہمیں کفر سے بچا کر اسلام کی توفیق عطا فرمائی، پھر بدعت و گمراہی سے محفوظ رکھ کر صحیح عقیدہ (سُنّیّت) پر استقامت سے نوازا، پھر نافرمانی کے بجائے اطاعت کی سعادت سے بہرہ مند فرمایا۔

اگر اِن بنیادی نعمتوں کی تفصیل پر غور کیا جائے تو بے ساختہ ربِّ کریم کا یہ سچا ارشادِ گرامی زبان پر جاری ہو جاتا ہے: وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا۔ "اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گنو تو شمار نہیں کر سکو گے۔" [ابراھیم 14:34]

اِن تمام دینی و دُنیاوی نعمتوں پر خالقِ کائنات جلّ مجدہٗ کا شکر ادا کرنا لازم ہے، بلکہ گہرائی میں سوچنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پریشانیوں اور مصائب و مشکلات پر بھی شکر لازم ہے؛ وہ اِس لیے کہ پریشانیاں کئی خوشیوں کا ذریعہ بن جاتی ہیں، مصیبتوں پر صبر کی صورت میں بے پناہ اجر عطا ہوتا ہے اور مشکلات کا آنے کے بعد کچھ عرصہ میں ختم ہو جانا بھی تو ربّ تعالیٰ کا احسان ہی ہے۔

اِسی امر کو رمضان المبارک کی عبادات میں دیکھیں تو بات اور واضح ہو جائے گی۔ روزہ رکھ کر دن بھر بھوک پیاس برداشت کرنے میں کچھ مَشقت ہوتی ہے، یوں ہی دن کے کام کاج کے بعد رات کو تراویح میں قیام کرتے ہوئے بھی کچھ تھکاوٹ محسوس ہوتی ہے، اِسی طرح قیام اللیل کی خاطر نیند کو قربان کرنا کبھی کبھی دُشوار محسوس ہوتا ہے... مگر یہ سب کچھ اتنے بڑے اجر و ثواب کا ذریعہ ہے کہ قرآن و سنت میں بیان کیے گئے انعامات کو پڑھ سُن کر دل مچل جاتا ہے اور آرزو پیدا ہوتی ہے کہ کاش! توفیقِ الٰہی سے پورا سال وقتاً فوقتاً روزے رکھتے رہنے کی توفیق نصیب ہو اور عمر بھر کے لیے قیام اللیل کی عادت پڑ جائے!

بزرگوں نے فرمایا: ہر دُنیاوی مصیبت میں بھی اللہ کریم کے کم از کم چار احسانات ہوتے ہیں: 1) وہ دینی معاملات میں نہیں آئی۔ 2) اِس سے بڑی نہیں آئی۔ 3) تقدیر پر راضی رہنے کی توفیق عطا ہوئی۔ 4) اُس پر اجر و ثواب کی اُمّید سے نوازا گیا۔ (احیاء العلوم: 4/129)

خداوندِ قُدّوس کے بے پناہ احسانات پر شکر کا حق ادا کرنا ہمارے بس میں نہیں، کم از کم اُس کے احسانات کا اِدراک کر کے یہ شعور تو بیدار کرنا چاہیے کہ ہم حقِ شکر ادا کرنے سے عاجز ہیں، عاجز ہونے کا اعتراف بھی شکر کی ایک حسین صورت ہے۔

شکر کے فوائد اور ناشکری کا وبال

احسن الحاکمین جلّ جلالہٗ کو مخلوق میں سے کسی کے بھی شکر کی حاجت نہیں، ہم جیسے عاجز لوگوں کے شکر کی اُسے کیا ضرورت! زمین و آسمان اور اُن میں موجود مخلوقات اُس کی حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس کرتی ہیں، اِس کے باوجود ہمیں نوازنے کے لیے اُس نے شکر ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے اور اِس پر وہ دُنیا و آخرت کے بے شمار اِعزازات عطا فرماتا ہے۔

شکر کے فوائد و ثمرات میں سے فقط دو کا تذکرہ مقصود ہے:

1) بندہ اپنے ربِّ کریم کا شکر گزار رہے تو ربّ تعالیٰ اپنی عطا کردہ نعمتوں کو اُس سے واپس نہیں لیتا، اُس کے پاس باقی رکھتا ہے۔
2) شکر گزاری پر ربّ العالمین بندے کو مزید انعامات سے نوازتا ہے۔

نعمتوں کا دوام: واضح سی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی فرد یا قوم پر انعام و احسان فرمائے تو اُسے واپس لینے کی کوئی حاجت نہیں اور نہ ہی وہ واپس لینے کے لیے دیتا ہے، نعمت چھننے کی وجہ صِرف یہی ہوتی ہے کہ بندے ناشکری کرتے ہیں اور اپنے اقوال و افعال سے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ اِس نعمت کے اہل ہی نہیں۔ اگر شکر گزار رہیں تو کبھی بھی نعمت واپس نہ لی جائے۔[1]

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ۔ یعنی "بے شک اللہ کسی قوم سے اپنی نعمت نہیں بدلتا جب تک وہ (نافرمانی و ناشکری میں مبتلا ہو کر) خود اپنی حالت نہ بدلیں۔۔۔" [الرعد 11:13]

نعمتوں میں اضافہ: شکر ادا کرنے پر احسانات میں اضافہ کا وعدہ کرتے ہوئے قرآنِ مجید میں مالکِ کریم کا اعلان ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ۔ "اگر تم میرا شکر ادا کرو گے تو مَیں ضرور تمہیں اور زیادہ عطا کروں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو ضرور میرا عذاب سخت ہے۔" [ابراھیم 14:7]

ناشکری کا وبال: مذکورہ آیاتِ کریمہ سے جہاں شکر کے فوائد معلوم ہوئے وہاں یہ بھی پتا چلا کہ ناشکری کا وبال بہت سخت ہے، اُس میں یہ بھی شامل ہے کہ بندے سے نعمت واپس لے لی جاتی ہے۔

ناشکری کی بدترین صورت یہ ہے کہ بندہ نعمت کو نافرمانی میں استعمال کرے۔ چنانچہ عید کے دن اِس بات کا پورا خیال رکھنا چاہیے کہ خوشی منانے کا انداز نافرمانی والا نہ ہو۔

---

[1] یہ قانون قرآنِ مجید میں ایک مقام پر یوں بیان فرمایا گیا: ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ۔۔۔ یعنی "اللہ تعالیٰ جس قوم کو کوئی نعمت عطا فرمائے تو اُس وقت تک وہ اس نعمت کو تبدیل نہیں کرتا جب تک کہ وہ قوم اپنی حالت کو نہ بدلے۔" [الانفال 8:53]

جذبۂ تعظیم و شکر حاصل کرنے کا طریقہ

شکر کا مفہوم، درجات و مقامات اور اُس کے فوائد جاننے کے بعد یہ بھی سیکھنا چاہیے کہ جذبۂ شکر... یعنی ربِّ کریم کی اِس قدر تعظیم جو نافرمانی سے روک دے... یہ جذبہ کیسے نصیب ہو گا؟

اللہ تعالیٰ کے کرم سے تعظیم کا یہ جذبہ اِس طرح نصیب ہو گا کہ انسان اپنے ربِّ کریم کے بے پناہ احسانات کو بار بار یاد کرے، نیز اِس بات پر غور کرے کہ شکر گزاروں کی حالت کتنی اچھی ہے اور ناشکری کرنے والوں کا حال کس قدر بُرا ہے۔[1]

حسین مثال: حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمہ ایک تالاب کے کنارے موجود تھے، دیکھا کہ وہاں ایک بہت بڑا بچھو بیٹھا ہے، اتنی دیر میں ایک بڑا مینڈک تالاب سے نکلا، بچھو مینڈک پر سوار ہوا اور مینڈک نے تیرتے ہوئے اُسے دوسرے کنارے پر پہنچا دیا۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت ذوالنون علیہ الرحمہ نے اپنے ساتھی سے فرمایا: چلو! ہم بھی دوسرے کنارے کی طرف چلیں، اِس بچھو کا عجیب و غریب واقعہ ہو گا۔ دونوں حضرات تالاب کے دوسرے کنارے پر پہنچے تو دیکھا کہ ایک نوجوان نشے کی حالت میں پڑا ہے، اچانک ایک اژدھا (بڑا سانپ) اُس کی طرف آیا، اُس کی ناف سے سینے پر چڑھا اور کان کی طرف بڑھنا چاہتا تھا کہ بچھو نے اُس سانپ کو دبوچ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، پھر بچھو تالاب کی طرف گیا، وہاں مینڈک پر سوار ہوا اور واپس پہلے کنارے کی طرف چلا گیا۔

حضرت ذوالنون علیہ الرحمہ نے نشے میں مست اُس جوان کو حرکت دے کر ہوش دلائی، اُس نے آنکھیں کھولیں تو ارشاد فرمایا: اے نوجوان! دیکھ تیرے پروَردگار نے کس طرح تیری جان بچائی ہے! یہ سانپ تجھے ہلاک کرنے آیا تھا اور اُس بچھو نے اِسے مار ڈالا ہے۔

وہ نوجوان اُٹھا اور کہنے لگا: إِلٰهِي! هٰذَا فِعْلُكَ بِمَنْ عَصَاكَ، فَكَيْفَ رِفْقُكَ بِمَنْ يُطِيعُكَ! اِلٰہی! اگر اپنے نافرمان کے ساتھ تُو یہ کریمانہ سلوک فرماتا ہے تو اپنے فرماں بردار پر تیری مہربانی کا عالَم کیا ہو گا!

دل میں ربِّ کریم کی تعظیم کے جذبات پیدا ہوتے ہی وہ جوان آگے کی طرف بڑھا اور کہنے لگا (مفہوم): اب ربِّ کریم کی عبادت کے لیے جا رہا ہوں، اللہ کی قسم! آئندہ کبھی بھی دُنیا کی رنگینیوں میں مست ہو کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔[2]

(عیون الحکایات لابن الجوزی، الحکایۃ: 81، ص: 102، دار الکتب العلمیۃ۔ التوّابین لابن قدامۃ، ص: 136، رقم: 90، دار ابن حزم)

آج عید الفطر کے پُر مسرّت موقع پر اگر ہم بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر غور کریں تو زبان پر یہی آئے گا: اگر اب اتنی رحمتیں ہیں تو توبہ کرنے پر کیا انعامات ہوں گے! یوں توفیقِ الٰہی سے گناہوں کی عادت چھوڑنے میں آسانی ہو گی۔

---

[1] وَذٰلِكَ بِتَذَكُّرِ إِحْسَانِهِ وَحُسْنِ حَالِ الشَّاكِرِ فِي شُكْرِهِ وَقُبْحِ حَالِ الْكَافِرِ فِي كُفْرِهِ۔ (منہاج العابدین، العقبۃ السابعۃ، ص: 248)

[2] ثُمَّ وَلّٰى، فَقُلْتُ: إِلٰى أَيْنَ؟ قَالَ: إِلَى الْبَادِيَةِ، وَاللهِ! لَا عُدْتُّ إِلَى الْمُدُنِ أَبَدًا۔

شکر کی ایک صورت... صدقۂ فطر کی ادائیگی

رمضان المبارک اور اُس کی عبادات، پھر شبِ عید اور روزِ عید کی صورت میں ربِّ کریم نے جو بے شمار احسانات فرمائے اُن کا شکریہ ادا کرنے کی مختلف صورتوں میں سے ایک صدقۂ فطر بھی ہے۔ اِس کے چند اہم مسائل کا اعادہ کیا جاتا ہے۔

کس پر واجب ہے؟ وہ مسلمان جو عید کی صبح بنیادی ضروریاتِ زندگی[1] اور قرض کے علاوہ 52.5 تولے (612.36 گرام) چاندی یا اِس کی قیمت کے برابر نقدی (Cash) یا سامان وغیرہ کا مکمل طور پر مالک (Owner) ہو اُس پر صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے۔

نوٹ: حکومتِ پاکستان نے 2025ء/1446ھ کے لیے نصاب 179,689 (تقریباً ایک لاکھ اسّی ہزار) روپے مقرر کیا ہے۔[2]

مسئلہ: کوئی شخص بلا عُذر یا عُذر کی وجہ سے روزے نہ رکھ پایا ہو تو بھی صاحبِ نصاب ہونے کی صورت میں اُس کا فطرانہ واجب ہے۔

کس کس کا واجب ہے؟ ہر صاحبِ نصاب پر اپنا اور اپنی نابالغ اولاد (جو مالکِ نصاب نہیں) کا صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے۔ عاقل بالغ اولاد اور بیوی اگر زیرِ کفالت ہوں تو ان کی طرف سے صدقۂ فطر کی ادائیگی کے لیے اُن سے اجازت لینا ضروری نہیں، ورنہ ضروری ہے۔

کب واجب ہے؟ نمازِ عید سے پہلے پہلے ادا کر دینا ضروری ہے۔ رمضان المبارک میں ادا کر دینا بھی جائز ہے اور اگر نمازِ عید تک ادا نہ کیا تب بھی معاف نہیں، بعد میں ادا کر دے۔

کتنا واجب ہے؟ آمدن اور مالی حیثیت کے مطابق تقریباً دو کلو گندم یا اُس کا آٹا یا قیمت،[3] یا چار کلو کھجور، کشمش، جَو یا اِن کی قیمت۔[4]

کسے دینا ہے؟ وہ صحیح العقیدہ مسلمان جو بنیادی ضروریاتِ زندگی اور قرض کے علاوہ 612.36 گرام چاندی یا اُس کی قیمت کے برابر نقدی یا سامان کا مالک نہ ہو اُسے فطرانہ دینا جائز ہے۔ دینی مدارس کے طلبہ کے لیے فطرانہ پیش کرنے میں دوہرا فائدہ ہے۔ نیز اربابِ خیر کو غزّہ کے مظلوم مسلمانوں سے ہرگز غافل نہیں ہونا چاہیے۔[5]

---

[1] جن چیزوں کے بغیر زندگی گزارنا مشکل ہوتا ہے، جیسے رہائش کا گھر، استعمال کا لباس اور ضرورت کی سواری۔

[2] 27 مارچ 2025ء کو لاہور کے صرافہ بازار میں چاندی کا ریٹ 3,300 روپے فی تولہ تھا، اِس حساب سے نصاب تقریباً 173,000 ہزار روپے ہے۔

[3] موجودہ ریٹ کے مطابق دو کلو کی قیمت تقریباً 240 روپے ہے۔

[4] قیمتوں کی تفصیل جاننے کے لیے دار الافتاء جامعہ نظامیہ رضویہ سے جاری شدہ فتوٰی ملاحظہ کریں: https://drive.google.com/file/d/1kDO52X9TRbhbvI_kI6WGL2kIxFIQtcx3/view?usp=sharing

[5] دعوتِ اسلامی کے ذیلی ادارے Faizan Global Relief Foundation (FGRF) کے زیرِ اہتمام غزّہ میں امداد کی ترسیل جاری ہے۔ تعاون اور معلومات کے لیے ادارے کی ویب سائٹ دیکھیں۔ ویب سائٹ کا لنک یہ ہے: https://fgrf.org/

روزوں کی قضا

جن افراد کو رمضان المبارک کے تمام روزے رکھنے کی سعادت ملی وہ لائقِ مبارک باد ہیں اور اُنھیں اِس احسانِ ربّانی پر شکر گزار ہونا چاہیے، لیکن اگر خدانخواستہ رمضانِ کریم میں کوئی شخص عذر کی وجہ سے یا بلا عذر کچھ یا تمام روزے نہیں رکھ سکا تو اُس پر بعد میں اُن کی قضا کرنا (اور شیخِ فانی پر اپنے روزوں کا فدیہ دینا) اُسی طرح فرض ہے جس طرح رمضان میں روزے رکھنا فرض تھا۔ جیسے شرعی عذر کے بغیر رمضان میں روزہ چھوڑنا گناہِ کبیرہ ہے اِسی طرح بلا عذر بعد میں قضا نہ کرنا بھی گناہِ کبیرہ ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۔ ”تو تم میں جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اُتنے روزے دوسرے دنوں میں رکھے۔“ [البقرۃ2:184]

رمضان کے بعد چھ روزے

رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں، اِن کے علاوہ کوئی بھی روزہ فرض نہیں،[1] تاہم روزہ بہت پسندیدہ عبادت ہے جسے حسبِ سہولت مختلف اوقات میں جاری رکھنا چاہیے۔ صیامِ رمضان کی توفیق پر شکر ادا کرنے کے لیے عید کے بعد چھ روزے رکھنا مستحب ہے اور اِن کی بہت فضیلت ہے۔

سیدنا ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جانِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ صَامَ سِتَّةَ أَيَّامٍ بَعْدَ الْفِطْرِ كَانَ تَمَامَ السَّنَةِ، مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا ۔ ”جو مسلمان (ماہِ رمضان میں روزے رکھے، پھر) عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھے تو اُسے پورے سال کے روزوں کا ثواب ملے گا، (اس لیے کہ) جو ایک نیکی کرے اُس کے لیے اُس جیسی دس نیکیاں ہیں۔“

(سنن ابن ماجہ، حدیث: 1715، إسنادہٗ صحیح)

احادیثِ مبارکہ میں عید کے بعد شوال کے اندر چھ روزے رکھنے کا بھی ذکر ہے،[2] تاہم اِس حدیثِ مبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ عید کے بعد کسی بھی مہینے میں چھ روزے رکھنے سے سال بھر روزے رکھنے کا ثواب عطا ہو جائے گا۔ (مرقاۃ المفاتیح، زیرِ حدیث: 2047)

---

[1] اگر کسی شخص نے روزوں کی منّت مانی ہو تو اُس پر اپنی منت کو پورا کرنا واجب ہے۔

[2] میزبانِ رسول ﷺ سیدنا ابو ایّوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ ۔» ”جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے پھر اِن کے بعد چھ دن شوال میں روزے رکھے تو ایسا ہے جیسے دہر کا روزہ رکھا۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 1164) یعنی اللہ تعالیٰ اُسے پورے سال کے روزوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔ (لمعات التنقیح)

حرفِ آخر: خطبہ کے اہم نکات

خطبہ میں ذکر کیے گئے اُمور میں سے چند اہم یہ ہیں:

- ہم میں سے ہر ایک پر اللہ تعالیٰ کے اِس قدر احسانات ہیں کہ اُنھیں شمار کرنا ممکن نہیں۔ اِن کا شکر ادا کرنا لازم ہے۔ ہم اُس کے شکر کا حق ادا نہیں کر سکتے، تاہم حسبِ طاقت شکر ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اُس کے انعامات کو یاد کر کے اپنے عاجز ہونے کا اعتراف کرنے سے غافل نہیں ہونا چاہیے، یہ اعتراف واحسان مندی بھی ایک طرح کا شکر ہے۔
- آسان الفاظ میں شکر کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ ربِّ کریم کی اِس قدر تعظیم کرے جو اُسے نافرمانی سے روک دے۔
- اللہ تعالیٰ کے احسانات کو یاد کرنے، نیز شکر گزاری کے فوائد و ثمَرات اور ناشکری کے وبال وعذاب پر غور کرنے کی برکت سے شکر کا جذبہ عطا ہوتا ہے۔
- شکر ہر وقت ادا کرنا چاہیے، تاہم عید الفطر کا دن اُن اوقات میں سے ہے جن میں شکر کے زیادہ اہتمام کا حکم ہے؛ لہٰذا ہمیں اِس دن کو اچھے کاموں میں گزارنا چاہیے اور نافرمانی سے مکمل طور پر بچنا لازم ہے۔
- نافرمانی و گناہ ناشکری ہے، خصوصًا نعمت کو نافرمانی میں استعمال کرنا بدترین ناشکری ہے۔
- شکر کے دو بڑے فائدے یہ ہیں کہ اِس سے اللہ تعالیٰ نعمتوں میں اضافہ فرماتا ہے، نیز نعمت کو واپس نہیں لیتا... جب کہ نافرمانی و ناشکری کی یہ سزا ہوتی ہے کہ نعمت چھین لی جاتی ہے۔
- مالکِ نصاب مسلمان پر صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے۔ اگر تاحال ادا نہیں کیا تو نماز کے بعد جلد ادا کریں۔
- کوئی صاحب کسی وجہ سے رمضان کے روزے نہیں رکھ سکے تو بعد میں ضرور قضا کریں (اور شیخِ فانی فدیہ دے)، یہ فرض ہے۔
- عید کے بعد چھ روزوں کا اہتمام مستحب ہے، اِس پر سال بھر کے روزوں کے ثواب کی بشارت ہے۔

نمازِ عید کا طریقہ

پہلے زبان سے یا دل میں ہی یوں نیت کریں: ”دو رکعات نمازِ عید واجب، اضافی چھ تکبیروں سمیت، اِس امام کے پیچھے، قبلہ شریف کی طرف رُخ کیے۔“

پھر کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر اَللّٰہُ أَکْبَرُ کہیں اور ہاتھ باندھ لیں۔ پھر ثنا پڑھیں۔ پھر امام کے ساتھ دو مرتبہ کانوں تک ہاتھ اُٹھائیں اور اَللّٰہُ أَکْبَرُ کہتے ہوئے ہاتھ چھوڑ دیں، تیسری مرتبہ کانوں تک ہاتھ اُٹھائیں اور اَللّٰہُ أَکْبَرُ کہہ کر ہاتھ باندھ لیں۔ اب امام صاحب تلاوت کریں گے اور تمام مقتدی خاموشی سے سنیں گے۔ تلاوت کے بعد باقی نمازوں کی طرح پہلی رکعت مکمل کریں۔

دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہو کر امام صاحب قراءت کریں گے اور تمام مقتدی خاموشی سے سنیں گے۔ قراءت کے بعد امام کے ساتھ تین مرتبہ کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر اَللّٰہُ أَکْبَرُ کہیں اور ہاتھ چھوڑ دیں۔ چوتھی مرتبہ بغیر ہاتھ اُٹھائے اَللّٰہُ أَکْبَرُ کہتے ہوئے رکوع میں چلے جائیں[1] اور حسبِ قاعدہ نماز مکمل کریں۔

نمازِ عید میں تاخیر سے پہنچنے والے کے لیے:

- مقتدی دیر سے پہنچا اور امام صاحب تکبیرات کہہ کر قراءت شروع کر چکے تھے تو وہ تکبیرِ تحریمہ کہہ کر فوراً ہی تین تکبیریں کہہ لے۔
- امام صاحب پہلی یا دوسری رکعت کے رکوع میں جا چکے ہیں تو اُن کے ساتھ رکوع میں جائے اور بغیر ہاتھ اُٹھائے رکوع میں اِضافی تکبیرات کہہ لے۔ اگر رکوع میں تکبیریں پوری کرنے سے پہلے امام صاحب نے رکوع سے سر اُٹھا لیا تو باقی تکبیرات معاف ہو گئیں۔
- اگر امام صاحب کے پہلی یا دوسری رکعت کے رکوع سے اُٹھنے کے بعد شامل ہوا تو اب تکبیریں نہ کہے، بلکہ امام صاحب کے سلام پھیرنے کے بعد جب اپنی بقیہ نماز پڑھے تو اُس وقت کہے۔

نماز میں بھول سے متعلق:

امام پہلی رکعت کی تکبیریں بھول گیا تو قراءت کے بعد یا رکوع میں کہہ لے اور دوسری رکعت کی بھول گیا تو نہ قیام کی طرف لوٹے نہ رکوع میں کہے۔ (بہارِ شریعت، ج:1، ح:4، ص:782، 783، ملخصًا)

مصافحہ و معانقہ سے متعلق اہم بات

عید کے موقع پر باہم ملاقات اور مصافحہ و معانقہ بکثرت ہوتا ہے، اِس موقع پر بخشش کا بہت آسان ذریعہ ہے کہ دل سے بھی کدورتیں نکال دی جائیں اور سلام کے ساتھ ساتھ بارگاہِ خاتم النبیین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں دُرود و سلام کا ہدیہ پیش کیا جائے۔

خاتم النبیین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے مروی ہے: مَا مِنْ عَبْدَیْنِ مُتَحَابَّیْنِ فِي اللّٰہِ یَسْتَقْبِلُ أَحَدُھُمَا صَاحِبَہٗ، فَیَتَصَافَحَانِ وَیُصَلِّیَانِ عَلَی النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم إِلَّا لَمْ یَتَفَرَّقَا حَتّٰی تُغْفَرَ ذُنُوْبُھُمَا مَا تَقَدَّمَ مِنْھَا وَمَا تَأَخَّرَ۔ یعنی ”اللہ تعالیٰ کی رِضا کے لیے آپس میں محبت کرنے والے دو مسلمان جب ایک دوسرے سے ملیں اور سلام و مصافحہ کریں اور نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر دُرود پڑھیں تو اُن کے جدا ہونے سے پہلے اُن کے گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔“

(شعب الإیمان، 281/11 رقم:8543، وأخرجہ أیضًا البخاري في التاریخ الکبیر، ج:3، ص:252، وأبو یعلی، ج:5، ص:334، رقم:2960، فیہ درست بن حمزۃ، وھو ضعیف)

---

[1] نمازِ عید کی دوسری رکعت میں رکوع کی یہ تکبیر واجب ہے، جب کہ دیگر نمازوں میں سنّت ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ امام الانبیا ﷺ کے صدقے میں آج کے مبارک دن کو ہماری بخشش ومغفرت کا ذریعہ بنائے! ہمیشہ کے لیے اپنی رِضا سے نوازے اور ہمیں اخلاص، احسان مندی وشکر گزاری کی دَولت سے سرفراز فرمائے!

خالقِ کائنات جلّ مجدہٗ ہمیں توفیق دے کہ خوشیوں کے اِس مبارک دن میں جائز طریقے سے دکھی دلوں کو خوش کر کے اپنے ربِّ کریم کی رِضا حاصل کریں!

ربِّ کریم تمام اُمّتِ مسلمہ سے مصائب وآلام دُور فرمائے، مظلوموں کی غیبی تائید ونصرت فرمائے، خصوصًا اہلِ غزہ کو اِعانت سے نوازے، مجاہدینِ حمّاس کو سُرخرو فرمائے اور اہلِ غزّہ کو اُن کے وطن سے بے دخل کرنے کے خواہشمند امریکہ، اسرائیل اور اُن کے تمام اتحادیوں کو ذلیل ورسوا کرے!

مالکِ کریم پاکستان کو ہر طرح کے مصائب سے محفوظ رکھے اور حکمرانوں کو دین کا خیر خواہ اور عوام کا خدمت گزار بنائے!

آمین بجاہ النبیِّ الکریم ﷺ!

خوشخبری: احباب کے پُرزور اِصرار پر **خطباتِ نظامیّہ ویب سائٹ** تیار کر دی گئی ہے، اب آپ تلاش کی سہولت کے ساتھ اِس ویب سائٹ پر 1444ھ، 1445ھ اور 1446ھ کے تمام خطبات ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

ملاحظہ کرنے کے لیے لنک پر کلک کریں: https://khutbatenizamia.com/

نیز جامعہ نظامیہ رضویہ کے ترجمان ماہنامہ کی **مجلّہ النظامیّہ ویب سائٹ** بھی تیار ہے، یہاں آپ 2000ء سے 2025ء تک کے تمام شائع شدہ مجلات ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

ملاحظہ کرنے کے لیے لنک پر کلک کریں: https://majallaalnizamia.vercel.app/